صاحب برکت لوگوں سے وفا کرتے ہوئے ان کی برکتوں سے چمٹ جائیں، حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی وفات پر ذکر خیر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ رمئی ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی۔

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ‌ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـــًٔا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۱﴾ (آل عمران: ۱۲۱)

اور فرمایا:

گزشتہ جمعہ میں میں نے تقویٰ کے ایک بہت ہی اہم پہلو یعنی صبر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اسی مضمون سے متعلق آج بھی میں کچھ مزید باتیں کہوں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور جماعت کو اس سے پہلے یہ علم ہو بھی چکا ہے کہ اسی ہفتہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے صبر کا اس رنگ میں بھی امتحان لیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی بیٹی جو جماعت کے لئے ایک بہت ہی بابرکت وجود تھیں ہم سے اس ہفتہ جدا ہو گئیں۔ آپ سے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے وصال پر حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کی ذات پر بھی اس رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

جگر کا ٹکرا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خُو تھا
وہ آج ہم سے جُدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

(درثمین صفحہ:۱۰۰)

حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی بہت پاک خُو اور پاک شکل تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے آپ کو ایک اپنا سا رنگ عطا ہوا تھا جس میں بہت ہی جاذبیت تھی، بہت ہی پیار کرنے والی طبیعت اور عمر کے ہر طبقے کے بچوں سے آپ کے تعلقات کا دائرہ آپ کی محبت اور رحمت اور شفقت کے نتیجے میں بہت ہی وسیع تھا۔ بچپن میں ہم چھوٹی پھوپھی جانؓ آپ کو کہا کرتے تھے بعد میں بھی ابھی تک چھوٹی پھوپھی جانؓ کہتے رہے۔ میرا کہنا یہ تھا کہ بچپن میں چھوٹی پھوپھی جانؓ سے بچوں کو خصوصیت سے بہت لگاؤ تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جانؓ اور بچوں کے درمیان ایک رُعب کا پردہ حائل رہتا تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جانؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایک غیر معمولی ایک رُعب عطا فرمایا تھا اور بعض طبیعتوں میں بچوں کے ساتھ ملنے جُلنے کا جو غیر معمولی مادہ پایا جاتا ہے وہ حضرت چھوٹی پھوپھی جانؓ میں خصوصیت کے ساتھ زیادہ تھا۔ اس لئے بچے طبعاً آپ کے ساتھ بہت جلد مانوس ہو جایا کرتے تھے پھر آپ کو یہ عادت تھی کہ بلا کہ ان سے کھیلنا، چھوٹی چھوٹی باتیں کرنا، ان کو چھیڑنا اور اس میں ان کی بچیاں بھی ساتھ شامل ہو جایا کرتی تھیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کے بچوں کا حضرت پھوپھی جانؓ کے ساتھ بچپن ہی سے اس لئے غیر معمولی تعلق رہا اور باقی ہمارے چچاؤں کی اولاد کا بھی ایک پہلو سے بہت تعلق تھا۔

آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ ”ملفوظات“ میں جہاں حضرت مسیح کی بحث چل رہی ہے کہ آپ کو بچپن میں، مہد اور کہل میں خدا تعالیٰ نے بولنے کی طاقت بخشی اس گفتگو میں آپ فرماتے ہیں کہ مہد کا زمانہ جو ہے یہ ضروری نہیں کہ پہلے چھ مہینے کا ہو یہ تو دودھ کا زمانہ کہلاتا ہے جو تین چار سال تک ممتد ہوتا ہے اور اس عمر میں بعض بچے بہت باتیں کرتے ہیں چنانچہ میری بیٹی امۃ الحفیظ بھی جو کم وبیش اسی عمر کی ہے بہت باتیں کرنے والی ہے اور بڑی ذہین

بچی ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ: ۱۸۳) تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور بھی کئی مرتبہ آپ کا ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ جو ہیں وہ میں آپ کو سناتا ہوں۔ ''حقیقۃ الوحی'' میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ '' **دُختِ کرام**'' چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔''
>
> (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ: ۲۲۸)

دُختِ کرام کا مطلب ہے کریم النفس لوگوں کی اولاد۔ ایسے بزرگوں کی اولاد جو اخلاقِ کریمانہ پر فائز ہوں۔ تو مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم اُردو میں کہتے ہیں، جیسے ہم دوسرے محاورے میں کہتے ہیں کہ اس کے خون میں شرافت اور نجابت ہے تو ان معنوں میں صاحبِ کرم لوگوں، کریمانہ اخلاق والے بزرگوں کی اولاد سے مراد یہ ہے ایک ایسی بچی جس کے خون میں ہی کریمانہ اخلاق شامل ہوں گے اور جو بھی حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگمؓ صاحبہ کو جانتے تھے اور جو جانتے ہیں یہ خوب گواہی دیں گے کہ آپ کے خون اور مزاج میں کریمانہ اخلاق شامل تھے۔

اس سے پہلے جس بچی کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے اس کا نام امۃ النصیر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امۃ الحفیظؓ کا یعنی دُختِ کرام کا جو تحفہ عطا ہوا وہ دراصل اس پہلی بچی کی وفات پر صبر کرنے کے نتیجے میں ایک خاص پھل تھا، خاص انعام تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچی کا بھی انتالیسویں نشان کے طور پر ذکر فرمایا ہے چونکہ ان دونوں کی ولادت کا ایک روحانی تعلق ہے اس لئے میں اس بچی کے متعلق بھی اور اس خاص نشان کے متعلق بھی احباب جماعت کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

اس بچی کی پیدائش 28 رجنوری 1903ء کو چار بجے صبح ہوئی اور اس بچی کا نام امۃ النصیر رکھا گیا۔ اس کی پیدائش سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے یعنی تقریباً چار گھنٹے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ''غاسق اللہ'' (تذکرہ صفحہ: ۳۷۴ تا ۳۷۶) اور اس الہام کے نتیجے میں اور ایک کشف

کے نتیجے میں آپ کے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور آپ اسی وقت اٹھ کر یعنی جب رات کے تقریباً بارہ بجے تھے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے آپ نے دروازے پر دستک دی، مولوی صاحب نے پوچھا کون ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جواباً فرمایا ”غلام احمد“۔ مولوی محمد احسن صاحب نے دروازہ کھولا تو حضور نے فرمایا مجھے ایک کشفی صورت میں خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ میرے گھر سے یعنی حضرت امّ المؤمنین کہتی ہیں اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری تجہیز و تکفین آپ خود اپنے ہاتھ سے کرنا اس کے بعد مجھ ایک بڑا منذر الہام ہوا ”غاسق اللہ“ مجھے اس کے معنی یہ معلوم ہوئے ہیں کہ جو بچہ میرے ہاں پیدا ہونے والا ہے وہ زندہ نہ رہے گا اس لئے آپ دعا میں مشغول ہوں اور باقی احباب کو بھی اس کی تحریک کریں۔ چنانچہ ان دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جانؓ کی زندگی بچالی اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے لمبا عرصہ زندگی عطا فرمائی اور اس کی برکتوں کو ساری جماعت میں تابعین نے اور تبع تابعین نے مشاہدہ کیا۔ جہاں تک اس بچی کے متعلق یہ خبر تھی کہ وہ فوت ہو جائے گی یہ بچی اسی سال، یعنی جنوری میں پیدا ہوئی ہے اور 3 /دسمبر 1903ء کو یہ بچی انتقال کر گئی (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔ تو حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس کشفی خبر کو اور الہام کو پورا فرمایا، ایک خطرے کو ٹال دیا دعا کے نتیجے میں اور دوسرے حصے کو پورا فرما دیا۔

اس صبر کے نتیجے میں جو جزا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائی اور حضرت اماں جانؓ کو وہ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ تھیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق ”دُختِ کرام“ کا الہام تسلّی اور محبت کے اظہار کے علاوہ یہ بتاتا ہے کہ آپ کے کریمانہ اخلاق کو لوگ مشاہدہ کریں گے اور اس کے گواہ ٹھہریں گے کیونکہ ”دُختِ کرام“ کا یہ مطلب تو نہیں کہ کریمانہ اخلاق والوں کی بچی جو خود بھی چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے اور لوگوں کو کیا پتا لگے کہ کریمانہ اخلاق والوں کی بچی تھی بھی کہ نہیں اس میں لمبی عمر کی ایک پیشگوئی شامل تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ایسی بچی جو اپنے اخلاق سے ثابت کرے گی کہ وہ کریمانہ اخلاق والوں کی بیٹی ہے اور یہ ایک عام محاورہ ہے کسی اچھے بزرگ کی اولاد کے ساتھ اس بزرگ کی اولاد سے اچھے اخلاق کی توقع کی جاتی ہے اور جب اس سے اچھے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں تو سب کہنے والے خراج تحسین دیتے ہوئے اس شخص کے بزرگوں اور آباؤ اجداد کو بھی یاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں ہاں تم نے حق ادا کر دیا آخر کن لوگوں کی اولاد تھے۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ ’’دُختِ کرام‘‘ میں حضرت پھوپھی جانؓ کی لمبی عمر کی پیشگوئی تھی چونکہ پہلی بیٹی جلد چھوٹی عمر میں فوت ہوگئی تھی اس کے جواب میں ’’دُختِ کرام‘‘ کے اندر ہی یہ بتا دیا گیا کہ یہ اخلاق کریمانہ رکھنے والی بیٹی ہوگی اور لوگ اس کو دیکھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہاں صاحبِ اخلاق والوں کی بچی ہے۔ اس پہلو سے یہ امر واقعہ ہے کہ یہ الہام بڑی شان کے ساتھ حضرت پھوپھی جانؓ کے حق میں پورا ہوا اور عورتیں کیا اور بچے کیا اور بزرگان کیا جن کو کسی رنگ میں بھی حضرت پھوپھی جانؓ کے ساتھ کسی رنگ ونوع کا معاملہ ہوا تو سب گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے فضل سے بہت ہی کریمانہ اخلاق کی مالک تھیں۔

مئی 1904ء میں آپ کے متعلق الہام ہوا ہے 10 رمئی کو اور آپ کی پیدائش 25 رجون 1904ء کو ہوئی اور آپ کا وصال 6 رمئی 1987ء کو تقریباً ساڑھے تین بجے ہوا۔ پونے تین بجے اچانک آپ کی صحت بگڑی اور جب ڈاکٹر پہنچے ہیں تو اس وقت تک معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا چنانچہ مجھے فون پر بہت جلد اُس کے بعد اطلاع ملی کہ بہت تھوڑے عرصے میں ہی کوئی لمبی تکلیف نزع کی آپ نے نہیں دیکھی بہت تھوڑے عرصے یعنی ساڑھے تین تک آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

میرے لئے بطور خاص یہ ایک بہت ہی صبر آزما خبر تھی اس لئے کہ حضرت پھوپھی جانؓ کی یہ خواہش تھی اور میں جانتا ہوں کہ میری خواہش کے جواب میں تھی یعنی جو مجھے ان سے محبت تھی میں سمجھتا ہوں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا فرمائی کہ وہ مجھے دوبارہ دیکھیں اور گلے لگائیں۔ چنانچہ اپنے خطوں میں جو لکھوائے انہوں نے، اس خواہش کا ذکر بھی کیا کہ میں دوبارہ تمہیں دیکھوں اور خود گلے لگا سکوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ ان خواہشات کو ایک خاص رنگ میں پورا فرما دیتا ہے۔ دنیا والوں کو اس بات کا پوری طرح احساس نہیں ہوسکتا لیکن اللہ تعالیٰ کے رنگ نرالے ہیں اور وہ روحانی طور پر بعض دفعہ خواہشات کو اس طرح حیرت انگیز طریقے سے پورا فرماتا ہے کہ جن کو یہ تجربہ ہو وہی جانتے ہیں کہ یہ کس دنیا کی باتیں ہیں۔

چند روز پہلے میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ خواب میں دیکھا کہ بوزینب یعنی چچی جان حضرت چھوٹے چچا جان (حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) کی بیگم مرحومہ جو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی والدہ تھیں وہ تشریف لائی ہیں ان کو میں نے پہلے تو کبھی خواب میں دیکھا نہیں تھا

شاید ایک مرتبہ دیکھا ہو مجھے یاد پڑتا ہے مگر بالعموم ان کو میں خواب میں نہیں دیکھا کرتا، وہ آئی ہیں اور قد بھی بڑا ہے اور جسم میں عام زندگی کی حالت میں جو جسم تھا اس کے مقابل پر زیادہ شوکت نظر آتی ہے اور آپ آ کے مجھے گلے لگتی ہیں لیکن گلے لگ کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور بغیر الفاظ کے مجھ تک یہ مضمون ان کا پہنچتا ہے کہ میں خود نہیں ملنے آئی بلکہ ملانے آئی ہوں اور ایک خیمے سے اس کے معاً بعد حضرت پھوپھی جانؓ نکلتی ہیں گویا کہ وہ ان کو ملانے کی خاطر تشریف لائی تھیں اور خواب میں ایسا منظر ہے کہ اور کچھ نہ کوئی بات ہوئی ہے نہ کوئی اور نظارہ ہے دائیں بائیں، صرف خیمے سے آپ کا نکلنا اور بہت ہی خوش لباس ہے بہت ہی اچھی صحت ہے۔ آپ مجھے گلے لگتی ہیں اور اس قدر محبت اور پیار سے گلے لگتی ہیں اور اتنی دیر تک گلے لگائے رکھتی ہیں کہ اس خواب میں حقیقت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ جب میری آنکھ کھلی تو لذت سے میرا سینہ بھرا ہوا تھا اور بالکل یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی مل کے گئی ہوں لیکن اس میں ایک غم کے پہلو کی طرف توجہ گئی کیونکہ زینب نام میں ایک غم کا پہلو پایا جاتا ہے لیکن اس وقت یہ خیال نہیں آیا کہ یہ الوداعی معانقہ ہے۔ میرا ذہن اس طرف گیا کہ شاید جماعت پر کوئی ابتلاء آنے والا ہے اور ایک غم کی خبر ہوگی جس سے فکر پیدا ہوگی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ چنانچہ ایک ملک کے امیر صاحب کو میں نے اسی تعبیر کے ساتھ خط میں یہ خواب لکھی کہ اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ کے ملک میں یہ واقعہ ہونے والا ہے اطمینان رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ حفاظت فرمائے گا۔ لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ واقعۃً یہ اسی خواہش کا جواب تھا جو میرے دل میں بھی بہت شدید تھی اور حضرت پھوپھی جانؓ کے دل میں بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے وصال سے پہلے ملا دے اور معانقہ ہو جائے اور یہ معانقہ اتنا حقیقی تھا کہ جیسے جاتے ہوئے کسی کو انسان مل رہا ہو اور اتنا گہرا اس کا اثر اور لذت تھی کہ خواب کے بعد یہ احساس نہیں ہوا کہ خواب تھی اور چلی گئی بلکہ یوں آئیں ہیں جیسے حقیقی چیز کوئی واقعہ کے بعد پیچھے دل میں رہ جاتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں ہماری ملاقات کا انتظام فرما دیا اور یہ الوداعی معانقہ تھا جو مجھے دکھایا گیا۔

حضرت پھوپھی جانؓ کی شادی بہت بچپن میں یعنی گیارہ سال کی عمر میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب نواب مالیر کوٹلہ یعنی مالیر کوٹلہ کے نواب خاندان سے آپ تعلق رکھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے، حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بڑے

بیٹے ،ان کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے ابتدائی خلافت کے دور میں ہوئی اور نکاح آپ کا گیارہ سال کی عمر میں پڑھا دیا گیا تھا لیکن رخصتانہ تیرہ سال کی عمر میں ہوا۔آپ کے تین بیٹے جو بقید حیات ہیں اور چھ بیٹیاں تھیں اور چھ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے فضل فرمایا اور بہت ہی اچھی کامیاب نیکیوں اور خوشیوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائی۔آپ کی عمر وصال کے وقت تراسی (83) سال اور کچھ مہینے بنتی ہے،کم وبیش تراسی سال بنتی ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ہوتی ہیں جو ان وجودوں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور اس خیال سے طبیعتوں میں فکر پیدا ہوتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ایسی ہوتی ہیں جوان کے جانے کے بعد اس طرح دکھائی نہیں دیتیں اور ان کا خلاء محسوس ہوتا ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ ہر وجود گویا کہ اپنی ساری برکتیں ساتھ لے کر چلا جاتا ہے یہ بالکل غلط خیال ہے۔سب سے زیادہ برکتوں والا وجود حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے۔آپ جو برکتیں لے کر آئے آپ کے وصال کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے ان برکتوں کا ایک بہت سا حصہ جدا ہو گیا ہے ساتھ ہی اور ایک شدید بحران کی سی کیفیت پیدا ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے ایک صدیق کو کھڑا کر کے ایک بہت حد تک اس بحران سے جماعت کو نکال لیا۔لیکن تمام مؤرخین جانتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی میں جو مسلمانوں کی حالت تھی ، جو اسلام کی حالت تھی وصال کے بعد ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے اور زندگی کے بعد کے حالات کو یکساں قرار نہیں دیا جاسکتا اس سے اور اسی قسم کی دوسری مثالوں سے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ صاحبِ برکت وجود جب جاتے ہیں تو گویا اپنی برکتیں ساتھ لے جاتے ہیں۔لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ صاحبِ برکت وجود اپنی برکتیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں لیکن ان برکتوں سے استفادہ کرنے والوں کی کیفیت میں کمی آجاتی ہے اور وہ برکتیں اپنی ذات میں زندہ رہتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی برکتوں کو کون کہہ سکتا ہے کہ ختم ہوئیں۔اس دور تک وہ جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گی۔بیچ کے دور میں اگر اس سے استفادہ ختم ہو گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روحانی اولاد کے طور پر کھڑا فرمایا اور وہ ساری برکتیں حضرت محمد مصطفی ﷺ ہی کی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں دوبارہ جاری دکھائی گئیں۔ایک برکت بھی

ایسی نہیں جو آنحضرت ﷺ کی برکت کے علاوہ ہو۔ چنانچہ آپ کو الہاماً بتایا گیا **كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ** ﷺ (تذکرہ صفحہ:۳۵) کہ ساری برکتیں آنحضرت ﷺ کی برکتیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا اقرار فرمایا مختلف رنگ میں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم

یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

(درثمین فارسی صفحہ:۸۹)

تو اگر برکتیں جو وجود اپنے ساتھ ہی لے جائے تو ایسا وجود تو بہت ہی برکتوں کے معاملے میں کنجوس ہوگا۔ وقتی طور پر برکتیں دے کر ساتھ لے جانے والا وجود حقیقی طور پر نافع الناس نہیں کہلا سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی برکتیں تا قیامت جاری ہیں اور بعد میں جو اچانک وصال کے بعد جو خلا محسوس ہوا تھا اس کی اور کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ محبت کے نتیجے میں محبوب کی جدائی سے ایک خلا محسوس ہوا کرتا ہے اور اس کا برکت سے کوئی تعلق نہیں۔ محبوب چلا جائے تو رونق اٹھ جایا کرتی ہے۔ محبوب چلا جائے تو وہی مناظر جو پہلے خوش دکھائی دیتے تھے وہ بد دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس لئے ایک تو بہت بڑی وجہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے وصال کے بعد کا بحران آپ کے ایک محبوب کی جدائی کا بحران تھا۔ دوسرے برکت کے علاوہ کچھ اور بھی مضامین ہیں جو مذہبی امور سے تعلق رکھتے ہیں اگر برکت کے دائرے میں ان کو شمار کر لیں تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ بعض برکتیں ضرور ساتھ چلی جاتی ہیں۔ وہ مضامین ہیں صاحب برکت کے ذاتی اثر کے نتیجے میں اس کے برکتوں سے استفادہ کرنے کی طاقت۔ اس مضمون کا مطالعہ کرنے سے یہ سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ برکتیں لے کر آتے ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ یہ طاقت بھی بخشتا ہے کہ وہ ان برکتوں کو جاری کریں اور ان برکتوں سے استفادہ کرنے والوں کی طاقت بڑھائیں اس معاملے میں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی میں وہی صحابہ جو بعد میں بعض پہلوؤں سے کمزور دکھائی دینے لگے آنحضرت ﷺ کی صحبت اور برکت سے غیر معمولی استفادہ کیا کرتے تھے۔ وہ استفادہ کی طاقت اگر کسی میں موجود ہو، خواہ وہ سینکڑوں سال کے بعد بھی پیدا ہو وہ لوگ جو زندہ برکتیں رکھتے ہیں وہ پھر بھی ان برکتوں کا فیض ان تک پہنچا سکتے ہیں اور حاصل کرنے والے حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ ہے اصل حقیقت جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض دفعہ مستشرقین نے اسلام پر بڑے اعتراضات کئے اور کہا کہ یہ کیا اسلام تھا چند دن کی رونقیں دکھا کر رخصت ہو گیا نہ وہ وحدت رہی نہ وہ باہمی تعلق رہا، آپس میں پھٹ گئے، فتنہ وفساد شروع ہو گئے، تضاد شروع ہو گیا، غیر معمولی طور پر نقائص جو اچانک دشمن کو دکھائی دینے لگے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں پائیداری نہیں تھی اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ برکتیں تھیں جو ساتھ ہی اٹھ گئیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی برکتیں نہ صرف یہ کہ جاری تھیں، جاری رہیں بلکہ قیامت تک جاری رہیں گی اور آنحضرت ﷺ کی زندگی کا یہی مفہوم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بہت روشنی ڈالی اور مختلف رنگ میں توجہ دلائی کہ ہمارا ایک زندہ خدا ہے اور ایک زندہ رسول ہے۔ آنحضرت ﷺ جیسے زندہ رسول تھے برکتوں کے معاملے میں آج بھی ویسے ہی زندہ رسول ہیں۔ ہاں اگر زندگی کے خواہاں لوگ اس زندگی بخش وجود سے تعلق جوڑیں تو اب بھی ویسی ہی زندگی پا سکتے ہیں اور قیامت تک یہ زندگی اسی طرح جاری رہے گی۔ اس لئے کسی بابرکت وجود کے چلے جانے سے جو مایوسی پیدا ہوتی ہے طبیعت میں کہ گویا برکتیں اٹھ گئیں اس کا ایک بہت حد تک برکتیں لینے والوں سے تعلق ہے۔ بعض لوگ بعض لوگوں کی صحبت میں اس کے رنگ اختیار کرتے ہیں اس کو خوش کرنے کے لئے، بعض لوگ بعض لوگوں کی صحبت میں اس کی خوبیوں سے استفادہ کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نہ کریں گے تو اس پر برا اثر پڑے گا، بعض برائیوں سے بچے رہتے ہیں اس خیال سے کہ اس محبوب کے علم میں نہ آجائے اگر اس کے علم میں آ گیا تو ہمارا برا اثر پڑے گا۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن میں بعض لوگوں کے جانے کے نتیجے میں نقصان ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو اچانک بعض برکتوں سے اپنے آپ کو خالی محسوس کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا تعلق کسی برکت سے براہ راست مستقل قائم ہو جایا کرتا ہے اور برکت کے مفہوم پر اگر آپ غور کریں تو دراصل برکت نیکی اور اخلاق کریمانہ کا ہی نام ہے اور قرب الٰہی کا نام ہے۔

پس وہ وجود جو صاحب برکت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرب الٰہی رکھتا ہے اور قرب الٰہی عطا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، وہ صاحبِ خلق ہے کریمانہ اخلاق پر فائز ہے اور کریمانہ اخلاق ودیعت کرنے کی طاقت رکھتا ہے، وہ بدیوں سے پاک ہے اور لوگوں کو بدیوں سے پاک رکھنے کی طاقت

رکھتا ہے، حقیقی برکت اسی کا نام ہے۔اس پہلو سے یہ درست ہے کہ بعض لوگ جب تک زندہ ہوں بعض خام لوگ ان کی صحبت سے مستقل فائدہ اٹھانے کی بجائے عارضی فائدہ اٹھاتے ہیں اوران کی برکتوں سے اس وقت تک چمٹتے ہیں جب تک وہ وجود زندہ ہوں اوران کے جانے کے بعد خود برکتوں کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ جو کیفیت ہے اس کے نتیجے میں آپ کو ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے اس بزرگ کی زندگی اوراس بزرگ کی آنکھیں بند کرنے کے بعد۔

پس سب سے پہلا اور سب سے اہم فریضہ اولاد کا ہے کہ اپنے بزرگوں کی برکتوں کو جاری رکھیں وہ لوگ جو اپنے بزرگوں کی برکتوں کا نوحہ کرنے لگ جاتے وہ اپنے ہاتھ سے برکتوں کو ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔امر واقعہ یہ ہے کہ کسی بزرگ کے وصال کے بعد خدا تعالیٰ کبھی اس کی برکتوں کو ختم نہیں فرماتا۔لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ اس کی برکتوں کو اس سے قطع تعلق کر لیں یا اس تعلق کو جاری رکھیں اور برکتوں کو اپنے اندر ہمیشہ کے لئے زندہ رکھیں۔اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:۱۲)

اگر آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی برکتوں نے اٹھ جانا تھا محض آپ کے وصال کے نتیجے میں تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ یہ اعلان کبھی نہ فرماتا:۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ خدا تعالیٰ جو نعمتیں عطا فرما دیتا ہے کسی قوم کو، فرماتا ہے ہرگز کسی صورت میں خدا تعالیٰ ان نعمتوں کو تبدیل نہیں فرمایا کرتا جب تک قوم خود نہ بدل دے۔اس لئے اس مضمون کو خوب سمجھنا چاہئے کہ صاحب برکت وجود کی برکتوں کو زندہ رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو ان برکتوں کو ایک دفعہ اس کی زندگی میں حاصل کر چکے ہیں۔ان کے اختیار میں خدا تعالیٰ نے دے دیا ہے چاہیں تو ان برکتوں کو زندہ رکھیں چاہیں تو ان برکتوں کو ختم کر دیں اور پیچھے ماضی میں چھوڑ جائیں۔

اس لئے جب بھی کوئی بابرکت وجود گزرتا ہے جماعت احمدیہ کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم ان برکتوں کو بفضلہ تعالیٰ مضبوطی کے ساتھ چمٹے رہیں گے اور کسی برکت کو بھی اس وجود کے جانے کے نتیجے میں اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کریں گے۔یہ وہ عزم ہے اگر جماعت کرتی ہے تو کوئی بھی آتا ہے اور چلا

جاتا ہے اس کے نتیجے میں جماعت کو کوئی دائمی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر آنے والا اپنی خاص برکتیں چھوڑ کر جایا کرے گا اور ہمیشہ کے لئے وہ برکتیں جماعت کی امانت بنتی چلی جائیں گی اور جماعت ہمیشہ پہلے حال کی نسبت بہتر حال میں منتقل ہوتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوڑی ہوئی برکتیں ختم تو نہیں ہو گئیں تھیں۔ جاری رہیں بلکہ نشو ونما پاتی رہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اپنی شخصیت کی جو خصوصی برکتیں تھیں وہ بھی جمع ہوئیں بیچ میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر ایک عرب شاعر کا شعر صادق آتا ہے:۔

اذا سیّد منا خلا قام سیّد

قئول بما قال الکرام فعول

کہ جب کوئی بزرگ سردار ہم میں سے گزرتا ہے تو اپنی بزرگیاں نہیں لے جایا کرتا ساتھ اپنی سیادتوں سے محروم نہیں کر جایا کرتا قوم کو **قام سیّد** ایک اور سیّد ایک اور سردار اس کی جگہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے **قئول بما قال الکرام** صاحب کرام لوگ، جیسا کہ الہام میں ذکر ہے، صاحب کرام لوگوں کی باتوں کو، صاحب کرامت لوگوں کی باتوں کو وہ اسی طرح کہتا ہے جس طرح پہلے کرام لوگ کہا کرتے تھے اور **فعول** ان باتوں پر اُسی طرح عمل کر کے دکھاتا ہے جس طرح اس سے پہلے کرام لوگ ان باتوں پر نیک عمل کر کے دکھایا کرتے تھے۔ تو یہ ہے برکت کی حقیقت اور یہ مضمون خوب اچھی طرح جماعت کو ذہن نشین کر لینا چاہئے اگر وہ برکتوں سے چمٹنے کی عادت ڈالے اور ایک صاحب برکت وجود کے بعد اس وجود کی جدائی کا غم تو کرے لیکن برکتوں پر نوحہ نہ کرے تو یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے زندگی کی ہر علامت میں ترقی کرتی چلی جائے گی اور ہر لحاظ سے اس کی برکتیں نشو ونما پاتی رہیں گی اور بڑھتی رہیں گی ہر آنے والا وجود ضرور نئی برکتیں لے کر آئے گا اور ہر جانے والا وجود نئی برکتیں پیچھے چھوڑ جایا کرے گا اور جماعت کو برکتوں کے لحاظ سے کبھی نوحہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

پس سیّدہ حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی جُدائی اگرچہ بہت ہی شاق ہے اور جذباتی لحاظ سے ایک بڑی آزمائش ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ایک صاحبِ برکت وجود تھا جو چلا گیا اب ہم یہ

برکتیں کہاں سے ڈھونڈیں گے یہ کہنے والا جھوٹا ہے۔ وہ برکتیں جماعت کو ورثے کے طور پر خدا تعالیٰ عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ ہاں اگر ورثہ پانے والے اس ورثے کو ضائع کر دیں، ان برکتوں سے منہ موڑ لیں، ان نیکیوں کو الوداع کہہ دیں تو پھر لازماً مرنے والا اپنی نیکیوں کے ساتھ باقی پیچھے والوں کو الوداع کہہ دیا کرتا ہے اور خود ہی جُدا نہیں ہوتا بلکہ اس کی برکتیں بھی جُدا ہو جایا کرتی ہیں۔

پس خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ صاحب برکت وجودوں سے ایسا گہرا وفا کا تعلق پیدا فرمائے کہ ان سے ہی نہیں ان کی برکتوں سے بھی چمٹ جائیں اور یہی وہ صبر کا مضمون ہے جس کو میں پچھلے ہفتہ کھول کر بیان کرنے کی کوشش کرتا رہا اور انشاء اللہ آئندہ ہفتہ بھی اسی مضمون پر میں روشنی ڈالوں گا۔

کچھ آیات میں نے منتخب کیں تھیں جن پر آج بیان کرنا مقصود تھا لیکن چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے میں اتنا ہی کہہ کر احباب جماعت کو تلقین کرتا ہوں خصوصیت کے ساتھ کہ صبر کے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، اپنے پلّے باندھ لیں کہ اچھی باتوں کو پکڑ لینا، اُن پر قائم رہنا، اُن کو کسی حالت میں نہ چھوڑنا، خواہ کیسی ہی بڑی آزمائش ہو، نیکیوں سے وفا کرنا یہی دراصل نیکوں سے وفا کرنے کی دوسری صورت ہے۔ **وہ لوگ جو نیکیوں سے وفا نہیں کرتے وہ نیکوں کے بھی بے وفا ہوتے ہیں۔** اس لئے اگر آپ کی محبت اچھے لوگوں سے سچی ہے، اگر آپ حقیقت میں ان سے پیار کرتے ہیں اور آپ وفادار ہیں تو ان کے جانے کے بعد اپنی وفا کو اس طرح ثابت کریں کہ ان کی نیکیوں سے چمٹ جائیں اور کسی قیمت پر ان سے جُدا نہ ہوں۔

حضرت اماں جانؓ نے یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ کی اولاد کو ایک بہت ہی سادہ لیکن بہت ہی پیارے فقرے میں سمجھائی۔ آپ نے اولاد کو اکٹھا کیا اور فرمایا دیکھو! تم بظاہر یہ دیکھو گے کہ اس گھر میں کچھ بھی نہیں۔ کوئی مال دولت نہیں، کچھ دنیا کی جائدادیں نہیں ہیں، کچھ آرام کے سامان نہیں ہیں تمہیں یوں محسوس ہوگا کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اور اپنی پیاری اولاد کو خالی ہاتھ چھوڑ گئے اور اپنے گھر میں پیچھے کچھ بھی نہ باقی رکھا لیکن تم غلط سمجھتے ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے اللہ کو ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اور اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ: ۵۴۸)

پس صاحبِ برکت وجود سب سے بڑی برکت یعنی اللہ کو پیچھے چھوڑ جایا کرتے ہیں اور کبھی

بھی ان کی برکتیں بے وفائی نہیں کرتیں ہاں لوگ ہیں جو برکتوں سے بے وفائی کر دیا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت کو بھی توفیق عطا فرمائے اور حضرت سیّدہ مرحومہؓ کی اولاد کو خصوصیت کے ساتھ یہ توفیق عطا فرمائے کہ آپ تو جُدا ہو گئیں لیکن آپ کی اولاد اور جماعت آپ کی برکتوں سے بے وفائی نہ کرے تا کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ برکتیں ہمارے اندر زندہ اور باقی اور پائندہ رہیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ابھی جمعہ کی نماز کے بعد حضرت پھوپھی جانؓ کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ آپ کے ذکر کے سلسلے میں میں یہ بات بھی بتانا چاہتا تھا کہ حضرت پھوپھا جانؓ یعنی حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کو بھی خدا تعالیٰ نے ایک بہت ہی پیار کرنے والی شخصیت عطا فرمائی تھی۔ بہت ہی مہمان نواز بہت ہی خلیق انسان تھے اور اس لحاظ سے یہ جوڑ بہت ہی مناسب تھا۔ اُن کی طبیعت میں سادگی تھی اور سادگی کے ساتھ حضرت پھوپھی جانؓ کی بعض خاص ایسی خوبیاں تھیں جن تک ان کی رسائی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ایک انتہائی اعلیٰ، ایک مثالی نمونے کا جوڑا تھا۔ جن خوبیوں کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں مثلاً ادب اور ذوقِ شعری ہے۔ حضرت پھوپھا جانؓ کو یہ شعری ذوق ملا ہی نہیں تھا اور یہ شعر پڑھتے بھی تھے اگر تو صحیح وزن کے ساتھ بعض دفعہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اُس کے مقابل پر حضرت پھوپھی جانؓ کو نہایت ہی لطیف شعری ذوق عطا ہوا تھا۔ خود بہت ہی صاحبِ کمال شاعرہ تھیں لیکن اپنے کلام کو چھپاتی تھیں لوگوں سے اور اکثر چند سطر لکھ کر ایک طرف پھینک دیں اور پھر نظر سے وہ کلام غائب ہو گیا۔

چونکہ مجھے بھی بچپن سے ذوق رہا ہے شعر کا اس لئے پھوپھی جانؓ کے ساتھ میرا خاص تعلق اس لئے سے بھی ایک تھا کیونکہ ان تک رسائی تھی اور وہ بعض دفعہ بڑے پیار کے ساتھ مجھے اپنا کلام سنا بھی دیا کرتی تھیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے میں جب ملاقات کے لئے گیا تو ایک بہت ہی پرانی نظم جو حضرت پھوپھی جانؓ نے مجھے قادیان کے زمانے میں سنائی تھی اس کے ایک دو شعر میں نے ان سے کہے تو عجیب چہرے پر مُسکراہٹ پیدا ہوئی کہ تم اب تک وہ باتیں یاد رکھتے ہو۔ چنانچہ یہ حضرت پھوپھا جانؓ کے ساتھ اگرچہ اس لحاظ سے طبیعتوں کا جوڑ طبعی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود ایسی محبت، ایسا غیر معمولی تعلق آپس میں، ایسا ساتھ، ایسی وفا۔

یہ اس لئے میں ذکر کر رہا ہوں خصوصیت کے ساتھ کہ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جی! ہمارا طبیعتوں کا جوڑ نہیں ہے۔ **جو صاحبِ کرام لوگ ہوں وہ طبیعتوں کا جوڑ نہ بھی ہو تو اچھی باتیں نکال**

کران کی قدر کر کے ان سے جوڑ پیدا کر لیا کرتے ہیں اور جو صاحب کرام نہ ہوں ان کو اَن جوڑ باتیں زیادہ دکھائی دیتی ہیں اور جہاں جوڑ ہو سکتا ہے وہ نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔

اس لئے خصوصیت سے میں اس کا ذکر کرنا چاہتا تھا خطبہ میں کہ آپ کی زندگی اسی لحاظ کا نمونہ تھی۔ آپ کا صاحبِ کرام لوگوں کی اولاد ہونا یعنی کرام کی اولاد ہونا کرام سے مراد ہے ذوالاکرام لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی کریمانہ اخلاق بخشے ہوں، اس بات سے بھی ثابت تھا کہ آپ کے اندر یہ کریمانہ صفت موجود تھی کہ اگر کوئی طبیعت کا اختلاف بھی ہے اسے نظر انداز کر کے جو خوبیاں اور نیکیاں ہیں ان سے تعلق جوڑ لیں۔ چنانچہ آپ کی ساری زندگی کے تعلقات میں یہ بات ہمیشہ غالب رہی کہ خوبیوں پر نظر رکھ کر ان سے آپ تعلق جوڑا کرتی تھیں جہاں تک حضرت پھوپھا جانؓ کا تعلق ہے ان کے اندر خدا تعالیٰ نے بڑی خوبیاں رکھی تھیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کی مہمان نوازی ایک ضرب المثل تھی اور پھر یہ عبادت سے ان کا تعلق، پنجوقتہ نماز اور باجماعت نماز کو شوق اور ذوق ایسا تھا کہ بہت کم لوگوں میں ایسے دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لئے آپ بھی کرام لوگوں کی اولاد تھے اگرچہ الہاماً یہ ذکر موجود نہیں لیکن ان کے اندر بھی بڑی خوبیاں تھیں۔ تو ان دونوں کی اولاد کے لئے خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ خصوصی خوبیاں جو حضرت پھوپھا جانؓ کی تھیں یا حضرت پھوپھی جانؓ کی تھیں وہ مل کر بڑھ جائیں بجائے اس کے ان کے اندر کمی محسوس ہو۔ اس رنگ میں قومیں ترقیاں کیا کرتی ہیں۔ والدین کی اچھی چیزیں اگر وہ اپنانے لگ جائیں اور کمزوریوں سے صرفِ نظر کریں اس طرح قومیں ہر لحاظ سے آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس رنگ میں ہمیشہ اپنے آباؤ اجداد کی خوبیاں کو زندہ رکھنے بلکہ جمع کرنے اور بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

حضرت پھوپھی جانؓ کے ساتھ میرا ایک اور تعلق یہ بھی تھا کہ میری والدہ کو ان سے بہت پیار تھا اور بچپن سے آنکھ کھلتے ہی جب سے ہوش آئی ہے ہم نے اپنی والدہ کو پھوپھی جانؓ کے لئے بہت غیر معمولی محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے پایا اور پھوپھی جانؓ کو بھی جواباً آپ سے بہت تعلق تھا اس لئے میرے لئے ایک قسم کی والدہ تھیں جو فوت ہو گئیں مگر ایسے واقعات دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ صاحبِ حوصلہ لوگوں کو حوصلے کے ساتھ برداشت کرنے چاہئیں اور خدا تعالیٰ سے صبر مانگنا چاہئے۔ صبر مانگنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ صبر عطا فرما دیا کرتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ صبر پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔